حفیظ جالندھری

(حالاتِ زندگی)

محمد حفیظ نام اور حفیظؔ تخلص تھا۔ ۱۹۰۰ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ حفیظؔ نے سب سے پہلے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ مشن سکول جالندھر میں داخل ہوئے۔ پرائمری کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول جالندھر میں داخلہ لیا۔ مگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر تعلیم مزید جاری نہ رکھ سکے۔

اِسی زمانے میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ تو گرامیؔ جالندھری کی شاگردی اختیار کی۔ طبیعت موزوں پائی تھی اس لیے جلد ہی عمدہ شعر کہنے لگے۔ گھر والوں کو ان کی شاعری کرنا قطعاً پسند نہ تھا۔ چنانچہ حفیظ گھر سے بھاگ کر ریلوے میں ٹائم کیپر کے طور پر ملازم ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء میں رسالہ ''اعجاز'' نکالا۔ وہ کچھ عرصے بعد بند ہو گیا۔ دوسری جنگِ عظیم میں حکومت نے آپ کو دہلی میں سانگ پبلسٹی آرگنائزیشن کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آ کر یہاں مستقل طور پر رہنے لگے۔ افواجِ پاکستان میں مورل آفیسر بن گئے اور ۱۹۶۶ء میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

حفیظؔ نے شاعری کا آغاز غزل سے کیا۔ نہایت خوبصورت غزلیں لکھیں۔ انھوں نے اپنا پہلا مجموعہ ''نغمہ زار'' شائع کرایا جو بہت مقبول ہوا اس سے ان کی شاعری کی دُھوم مچ گئی۔ مگر ان کا اصل کارنامہ ''شاہنامہ اسلام'' ہے جو چار جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ، فتوحات، طرزِ حکومت اور بہترین اخلاق و انصاف کا تذکرہ شدومد سے کیا گیا۔ پاکستان کا قومی ترانہ اُن کا شاہکار ہے۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی کئی نظمیں لکھیں۔

حفیظؔ نے بڑی شریں، سادہ و سلیس اور عام فہم زبان اور مترنم بحریں استعمال کی ہیں۔ ان کی شاعری میں تشبیہات و استعارات کا استعمال اپنی مثال آپ ہے۔ کلام میں بے پناہ موسیقیت ہے۔ وہ خود ہمیشہ مشاعروں میں ترنم سے پڑھا کرتے تھے اور اپنے مؤثر اندازِ ترنم سے جلسے پر چھا جایا کرتے تھے۔ ان کی شاعری میں گیتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اُن کا انتقال ۱۹۸۲ء کو لاہور میں ہوا۔

شام

(حفیظ جالندھری)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو شاعری میں منظر نگاری کی اہمیت اور روایت بتانا۔
- طلبہ کو حفیظ جالندھری کی نظم گوئی اور فنی خوبیوں سے آگاہ کرنا۔

الفاظ و تراکیب

غبار	لالہ زار	زریں ایوان	ارغوانی بدلیاں	ظلمات
ردائیں	کُہسار	گھٹا	شفق	ساحرہ

رفتہ رفتہ سرخیوں پر چھا گیا کالا غبار
مٹ گیا رنگِ شفق مرجھا گیا یہ لالہ زار

نُور کے زریں ایوانوں میں تالے پڑ گئے
ارغوانی بدلیوں کے رنگ کالے پڑ گئے

شام آئی خامشی کا جال پھیلائے ہوئے
ساحرہ بیٹھی ہے کالے بال بکھرائے ہوئے

بے زباں خاموشیاں جاگیں صدائیں سو گئیں
شورشیں چپ ہو گئیں خاموشیوں میں کھو گئیں

کوہ پر ظلمات کی پریوں نے پَر پھیلا دیئے
ہر طرف تاریک دامن کھول کر پھیلا دیئے

جھاڑیاں کالی ردائیں اوڑھ کر چپ ہو گئیں
بند کلیاں اپنی خوشبو سے لپٹ کر سو گئیں

اس طرح اونچے پہاڑوں میں گھری ہیں وادیاں
جس طرح دیوؤں کے گھر میں قید ہوں شہزادیاں

کہسار پر اس دم یہ ہوتا ہے گماں
اونٹ ہیں بیٹھے ہوئے اترا ہوا ہے کارواں

یا گھٹائیں ہیں کہ اُٹھیں، سرد ہو کر جم گئیں
اور یا پھر آندھیاں ہیں چلتے چلتے تھم گئیں

(کلیاتِ حفیظ)

مشق

۱۔ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) نظم میں استعمال ہونے والے مرکب توصیفی کی نشان دہی کریں؟

ب) نظم میں استعمال ہونے والی تشبیہات واستعارات کی نشان دہی کریں؟

ج) دوسرے شعر میں ''نُور کے زریں ایوانوں'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

د) شاعر نے نظم میں ''ساحرہ'' کس صفت میں استعمال کیا ہے؟

۲۔ نظم کے اشعار کے مطابق درست جواب کی نشان دہی کریں۔

الف) نظم ''شام'' کا شاعر ہے:

(i) علامہ اقبالؒ (ii) نظیرؔ اکبر آبادی
(iii) حفیظؔ جالندھری (iv) الطاف حسین حالیؔ

ب) نظم ''شام'' ہیئت میں لکھی گئی ہے:

(i) مثنوی (ii) رباعی
(iii) مخمس (iv) مسدس

ج) منظرِ کہسار پر گماں ہوتا ہے:

(i) کارواں کا (ii) میدانِ جنگ کا
(iii) میلے کا (iv) بہار کا

د) پہاڑوں میں گھری ہوئی وادیاں منظر پیش کرتی ہیں:

(i) خوبصورت باغوں کا (ii) قید میں شہزادیوں کا

(iii) بہتے دریاؤں کا (iv) پرندوں کے چہچہانے کا

۳۔ نظم ''شام'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۴۔ نظم کے اشعار کے مطابق خالی جگہ پُر کریں۔

الف) رفتہ رفتہ سرخیوں پر چھا گیا.................. ۔ (لالہ زار ۔ کالا غبار)

ب) نُور کے زریں ایوانوں میں.................. پڑ گئے۔ (غبار ۔ تالے)

ج) شام آئی خامشی کا.................. پھیلائے ہوئے۔ (جال ۔ پَر)

د) بند کلیاں اپنی.................. سے لپٹ کر سو گئیں۔ (خوشبو ۔ پتوں)

ہ) اور یا پھر آندھیاں ہیں چلتے چلتے.................. گئیں۔ (رُک ۔ تھم)

۵۔ نظم ''شام'' کے پہلے تین اشعار کی تشریح کریں۔

۶۔ نظم کے اشعار کی روشنی میں درست جواب کو علامت (✓) سے اور غلط کو علامت (✗) سے کریں۔

الف) شاعر نے نُور کے زریں ایوانوں کو دن کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

ب) لالہ زار سے شاعر کا مطلب ''باغ و بہار'' ہے۔

ج) شاعر کی گھٹاؤں سے مراد بادل ہیں۔

د) ''کالا غبار'' سے شاعر کی مراد شام ہے۔

۷۔ شاعر نے نظم میں غروب آفتاب، کی جو منظر کشی کی ہے اُسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ نظم میں کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں؟ مختصر وضاحت کریں۔

کالا غبار ۔ زریں ایوان ۔ رنگ شفق ۔ ارغوانی بدلیاں ۔ شورشیں

مُختصر (Discourse)

عام طور پر اظہارِ خیال، گفتگو، تقریر اور بات چیت وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ زبان کے تجزیاتی مقاصد کے لیے تین بنیادی اصطلاحات سانچا (Register)، کینڈا (Genre) اور مُختصر (Discourse)

استعمال کی جاتی ہیں۔ لہٰذا صورتحال کے حوالے سے زبان کی مختلف انواع کو سانچا، ثقافتی تنوع کینڈا اور متنی یا تقریری ضروریات کو محضر یا Discourse کہا جاتا ہے۔ یعنی سانچے اور کینڈے کے حوالے سے زبان کے وسیع تر استعمال کو طرزِ بیان یا محضر کہتے ہیں۔

محضر نہ صرف قواعد کی ساخت بلکہ پیشکش اور زبان کے استعمال کے مختلف انداز کا نام ہے۔ مثلاً قانون کی زبان، صحافتی زبان سے الگ ہے۔ دکان داری کی مختلف ہے اور تدریس کی زبان ان سب سے مختلف۔ بقول ڈاکٹر عطش درانی محضر دراصل سماجی تعامل (Social Interaction) کا انسانی روپ ہے جو مخصوص سانچے میں موزوں رویّے کے استعمال پر منحصر ہے۔ محضر کے ذریعہ ایک عام اور علمی زبان کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔ Writing Language اور Spoken Language دونوں میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ اساتذہ کرام طلبہ سے مجازی (ادبی) اور اصطلاحی (علمی) محضر (Discourse) میں گفتگو کروائیں۔
۲۔ اساتذہ کرام طلبہ سے کسی بھی عبارت کو رفتار مطالعہ کے ساتھ پڑھوائیں۔
۳۔ اساتذہ کرام طلبہ سے کھیلوں اور معاشرتی مسائل پر اخبار کے مدیر/ متعلقہ محکمہ کو رپورٹ لکھوائیں۔
۴۔ حفیظ جالندھری کی کوئی اور ایسی نظم طلبہ کو سنائیں جس میں منظر کشی کی گئی ہو۔

اشاراتِ سبق

۱۔ اساتذہ کرام طلبہ کو اُردو شاعری میں منظر نگاری کی اہمیت اور روایت بتائیں۔
۲۔ اساتذہ کرام طلبہ کو حفیظ جالندھری کی شاعری کے فنی محاسن اور خوبیوں پر ایک سیر حاصل لیکچر دیں۔